جواز، عدم جواز اور تجربات و مضمرات ہی پر مشتمل ہوگا۔

پاکستان میں فوجی حکومتیں ایک اہم موضوع ہے مگر اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عجلت پسندی کے ہاتھوں موضوع کا صحیح معنوں میں نہ احاطہ ہو سکا اور نہ اس کا صحیح تجزیہ ہی کیا جا سکا۔ کتاب میں زیر بحث موضوع کے مختلف پہلوؤں کو سرسری بیانات کے ذریعے اور غیر مناسب انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ بعض جگہ اسلوب رپورتاژ کا ہے اور بعض مقامات پر افسانہ نگاری کا۔ چار ناکام فوجی سازشوں پر جو بات کی گئی ہے، وہ نہایت تشنہ اور ادھوری ہے۔ مثال کے طور پر پنڈی سازش (ص ۳۳-۳۸)، ۱۹۷۲ء سازش (ص ۲۷۸-۲۷۹)، جنرل تجمل سازش (ص ۳۳۵-۳۳۷)، بریگیڈیر عباسی سازش (ص ۳۸۱-۳۸۲)۔ قاری بجا طور پر جاننا چاہتا ہے کہ ان سازشیوں کا پروگرام کیا تھا؟ ان کے مقاصد کیا تھے؟ ان کے اثرات کیا مرتب ہوئے؟ لیکن اس حوالے سے اس کتاب کے صفحات خاموش ہیں۔

مولف نے ثانوی بلکہ پروپیگنڈا لٹریچر پر زیادہ انحصار کیا ہے، اسی لیے وہ لکھ گئے ہیں: ''لاہور کے گول باغ میں شیخ مجیب الرحمٰن کے جلسے [۱۹۷۰ء] میں جماعت اسلامی نے ہنگامہ کر دیا تھا اور وہ اسٹیج پر ڈٹے رہے تھے (ص ۲۳۹)۔ یہ بات سرے سے غلط اور گمراہ کن ہے۔ اگر فاضل مولف اس زمانے کے چار پانچ روزناموں کو دیکھ لیتے تو ایسی بے سروپا بات نہ لکھتے۔ اسی طرح وہ لکھتے ہیں: ''جماعت اسلامی نے [۱۹۷۰ء میں] اپنے [قومی اسمبلی کے] ۱۰۱ امیدواروں کا اعلان کیا تو ان میں کوئی بھی امیدوار مشرقی پاکستان سے نہ تھا'' (ص ۲۴۰)۔ حالانکہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جماعت اسلامی نے مغربی پاکستان میں قومی اسمبلی کی ۸۰ اور مشرقی پاکستان سے ۷۱ نشستوں پر انتخابات میں حصہ لیا تھا۔ مشرقی پاکستان میں جماعت کے قومی اسمبلی کے امیدواروں نے ۱۰ لاکھ ۴۴ ہزار ۱۳۵ (۶.۰۷ فی صد) ووٹ لیے اور وہ عوامی لیگ کے بعد دوسرے نمبر پر رہے، جب کہ مشرقی پاکستان سے صوبائی اسمبلی کی ۱۷۴ نشستوں پر جماعت نے حصہ لیا، (دیکھیے: رپورٹ آف جنرل الیکشنز ۱۹۷۰ء، اسلام آباد)۔ اس نوعیت کی اور بھی کئی باتیں ہیں جو کتاب کی ثقاہت کو بری طرح مجروح کرتی ہیں۔ (سلیم منصور خالد)

شیخ محمد الغزالی، خودنوشت سوانح حیات، نظریات، تالیفات، ترجمہ و ترتیب: محمد ظہیر الدین بھٹی۔ ناشر: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور۔ صفحات: ۱۸۷۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

شیخ محمد الغزالیؒ (م: ۹ مارچ ۱۹۹۷ء) امام حسن البنا شہیدؒ کے اولین ساتھیوں میں سے تھے۔ تعلیم و تعلّم سے وابستہ رہے۔ اُم القریٰ یونی ورسٹی، مکہ مکرمہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ جامعہ الامیر عبدالقادر،

الجزائر میں علمی مجلس کے ص ر رہے۔ دُنیا کے کئی ممالک کا دورہ کیا اور پانچ درجن تصانیف یادگار چھوڑیں۔

محمد ظہیر الدین بھٹی نے شیخ کی خودنوشت سوانح حیات کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے۔ ابتدا میں شیخ کی خدمات اور فکروفن پر بعض نام ور عرب تحریکی شخصیات کے مضامین بھی شامل ہیں۔ مترجم نے شیخ کی ذات اور دعوتی زندگی پر خود بھی ایک مختصر تعارفی مضمون سپردِ قلم کیا ہے۔

احیاے دین کی مبارک جدوجہد دنیا کے جس حصے میں بھی جاری وساری ہو' اُس کے متعلقین بھی اور اُس کے قائدین بھی' اِس چیز کے مستحق ہیں کہ اُن کی ذاتی زندگی اور اجتماعی جدوجہد کو وسیع پیمانے پر نشر کیا جائے تاکہ نشاتِ ثانیہ کے علم بردار ایک دوسرے سے توانائی حاصل کرسکیں اور ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھاسکیں۔ محمد ظہیر الدین صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ عالم عرب اور مسلم دنیا کے حوالے سے ان کا قلم رواں ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے نہ صرف شیخ کی ذاتی زندگی کے حوادث و حاصلات کا پتا چلتا ہے بلکہ اخوان المسلمون میں شرکت کے بعد جو جو تجربات دعوتی اور سیاسی جدوجہد کے میدان میں ہوئے اُن کا بھی کہیں اجمالی اور کہیں تفصیلی ذکر ملتا ہے۔ شیخ نے ۱۹۵۶ء میں اخوان سے علیحدگی کے باوجود اپنی جدوجہد تمام عمر جاری رکھی۔ حکومت نے انھیں اخوان کے خلاف استعمال کرنا چاہا۔ انھوں نے جیل جانا قبول کرلیا لیکن اخوان کے خلاف الزام تراشی اور بیان بازی سے احتراز کیا۔ سوانح نگاری ایک دلچسپ فن ہے اور سوانح حیات دل چسپی کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں' تاہم اس کتاب میں کہیں کہیں واقعات کی تکرار محسوس ہوتی ہے۔ اسلامی تحریک نشات' عالم عرب' اور اخوان المسلمون کے موضوعات پر یہ ایک مفید کتاب ہے۔ (محمد ایوب منیر)

کشمیر اُداس ہے' محمود ہاشمی۔ ناشر: الفیصل' غزنی مارکیٹ' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۳۶۶۔ قیمت: ۲۲۵ روپے۔

یہ مصنف ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو سری نگر کے ایک کالج میں بطور لیکچرر کام کر رہے تھے۔ شیخ عبداللہ کو اقتدار ملا تو نیشنل کانفرنس کے ''ہوم گارڈز'' میں بطور کمانڈر ان کا تقرر ہو گیا اور اس حیثیت میں وہ جموں اور کشمیر کے مختلف علاقوں میں اپنے فرائض انجام دینے لگے۔ لیکن حالات سے بددل یا مایوس ہو کر بہت جلد (جنوری ۱۹۴۸ء میں) وہ اپنی ''ہوم گارڈز کی کمانڈری والی بندوق سمیت'' آزاد کشمیر چلے آئے (کچھ عرصہ حکومت آزاد کشمیر کی ملازمت میں رہے پھر برطانیہ چلے گئے اور وہیں کے ہو رہے)۔ محمود ہاشمی نے کشمیر میں اپنے چند ماہ کے مشاہدات اور ان سے اُبھرنے والے تاثرات واحساسات کو ادبی پیرایے میں بیان کیا ہے۔ چار مضامین پر مشتمل یہ رپورتاژ پہلے پہل ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا تھا۔ اب اسے ایک طویل اختتامیے کے اضافے